مولانا امیر احمد قاسمی
جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ

اسلامی تقویم ۔ سن ہجری کی ابتدا

اس سینہ گیتی پر آباد تمام اقوام و مذاہب لین دین، خرید و فروخت، معاملات، معاہدات، عبادات و دیگر چیزوں میں تاریخ و یوم کا التزام و اہتمام کرتی تھیں، اور کسی نہ کسی اہم اور بڑے واقعات سے ہی سن کی ابتداء مانتی تھیں چنانچہ بہت پہلے فارسیوں نے اپنے کسی بادشاہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''تاریخ فارسی'' یعنی سن فارسی کا اجراء کیا، اور سن ہجری کے آغاز سے تقریباً ۸۹۲ سال قبل رومیوں نے اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی کی طرف منسوب ''تاریخ رومی'' یعنی سن رومی کی ابتدا کی۔ نیز سن ہجری سے تقریباً ۶۳۷ سال پہلے ہی راجہ بکر ماجیت کی طرف منسوب ''تاریخ ہندی'' سن فصلی وجود میں آئی۔ اسی طرح سن ہجری سے کم وبیش ۵۸۰ سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انتساب کرتے ہوئے سن عیسوی شمسی وجود میں آئی۔ (۱)

اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے بڑے واقعات کی یاداشت کے خاطر سن کا آغاز کیا گیا۔ مثلاً بنی اسماعیل نے نار ابراہیمی سے سن کا آغاز مانا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیلؑ کی تعمیر بیت اللہ سے سن کی ابتداء قرار دی گئی۔ اور اس کے بعد ایک زمانہ تک کعب بن لوی کی وفات سے سال کا اعتبار ہوتا تھا۔ پھر اصحاب فیل کے واقعہ کیساتھ سن کا حساب جوڑ دیا گیا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ تمام سنین میں ''سن عیسوی شمسی اور سن فصلی ہندی کی زیادہ شہرت ہوئی اور ان ہی دونوں سنوں سے زیادہ تر اپنی سابقہ یادداشتوں کا حساب کیا جانے لگا۔ (۲)

پھر سن ۱۶ ہجری یا ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری علی اختلاف الاقوال خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک اور سن کا آغاز ہوا، جو سن ہجری کے نام سے موسوم ہوا، اور اس کی ابتداء ہجرت کے سال سے قرار دی گئی، جو آج تک جاری و ساری ہے۔ (۳)

<u>اسلام میں سن ہجری کی ابتداء کس طرح ہوئی:</u> امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں ایک چک پیش کیا گیا، جس میں صرف شعبان کا لفظ لکھا ہوا تھا، تو اسے دیکھ کر خلیفۃ المسلمین نے ارشاد فرمایا کہ مذکورہ چک میں یہ کیسے معلوم ہو کہ موجودہ شعبان مراد ہے یا گزشتہ۔ بعض مورخین نے سن ہجری کے آغاز کے بارے میں دوسرا واقعہ نقل کیا ہے، کہ دور فاروقی میں حاکم یمن حضرت ابوموسیٰ اشعری نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کی جانب سے جتنی تحریریں موصول ہوتی ہیں، ان پر تاریخ کا اندراج نہیں ہوتا ہے کہ کون سی تحریر کس وقت کی ہے۔ اس لئے تاریخ کے اندراج کا اہتمام کیا جائے۔

چنانچہ اسی وقت صحابہ کرام کی مجلس شوریٰ طلب کی گئی۔ جس میں کبائر صحابہ جمع ہوئے اور مسئلہ مذکورہ میں تبادلہ خیال کیا گیا۔ موجودہ صحابہ میں سے ایک صحابی نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے اور اس کیلئے ہرمزان' شاہ خورستان کو۔ جو مشرف بہ اسلام ہو کر مدینہ منورہ میں مقیم تھا' طلب کیا گیا اور اس نے کہا کہ ہمارے یہاں اندارج تاریخ کیلئے جو حساب رائج ہے' اس کو "ماہ۔روز" کہتے ہیں۔ اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ چونکہ اہل فارس اپنے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ سے تاریخ کا آغاز کرتے تھے' جس کے باعث مذکورہ قول ناپسند کیا گیا۔

اس کے بعد ایک دوسرے صحابیؓ نے رومیوں کی تقلید کا مشورہ دیا' لیکن اتفاق سے وہ بھی اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی سے سن کی ابتداء قرار دیتے تھے' جس کی وجہ سے یہ قول بھی رد کر دیا گیا۔ پھر بعض صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بعض نے آپ ﷺ کے وصال سے تاریخ کی ابتداء کئے جانے کی رائے دی۔ کہ بڑا عظیم واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس قول کو ناپسند قرار دے کر فرمایا کہ اس سے آنحضرت ﷺ کی وفات کا صدمہ برابر تازہ ہوتا رہے گا۔ تو بعض نے آپ ﷺ کی بعثت پر تاریخ کی بنیاد رکھنے کی طرف نشان دہی کی' لیکن خلیفہ ثانی نے اس قول کو یہ فرماتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ تاریخ اور بھی زیادہ رنج والم کا باعث بنے گی کیونکہ اس زمانے میں ہم لوگ کفر وضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔

اور بالآخر حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرام نے اس مسئلہ لاینحل کی گرہ کشائی کرتے ہوئے ہجرت سے سن ہجری کی ابتداء کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا کہ ہجرت کے وقت سے ہی اسلام کو قوت غلبہ' کامیابی' فتح ونصرت اور دولت اسلام دن بدن ترقی ہونی شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے اسلامی تاریخ اور سن کی بنیاد ہجرت مدینہ منورہ کے عظیم الشان تاریخی واقعہ پر رکھا جانا زیادہ ہی موزوں اور مناسب ہوگا۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اسی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے سن ہجری کی ابتداء ہجرت کے عظیم اور اہم واقعہ سے قرار دیا۔ اور اسی قول پر تمام صحابہ کا اتفاق واجماع ہوگیا۔ اور اس طرح اسلام میں سن ہجری کی ابتداء عمل میں آئی۔ (۴) باتفاق صحابہ واقعہ ہجرت سے سن ہجری کے آغاز پر بخاری شریف میں روایت ہے۔ عن سهل بن سعد قال ماعدوا من مبعث النبی ﷺ ولا من وفاته ما عدوا الا من مقدمة المدينة (رواہ البخاری' ج:۱' ص۵۶۰) " حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے سن ہجری کی ابتداء نہ تو آپ کی بعثت سے قرار دیا' اور نہ ہی آپ کے وصال' بلکہ سن کا آغاز آپ کے قدوم مدینہ (ہجرت) کے وقت سے ہی قرار پایا۔

علامہ واقدی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سن وتاریخ کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا' تو صحابہ کرامؓ نے ہجرت کے عظیم واقعہ سے ہی سن ہجری کی ابتداء کرنے پر اجماع واتفاق کیا۔

اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے سن ہجری کی ابتداء میں تفصیلی واقعہ تحریر کرتے ہوئے ہجرت سے ہی سن کے

آغاز پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔

یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی' جس کا تقاضا یہ تھا کہ سن ہجری کی ابتداء ماہ ربیع الاول سے ہوتی' لیکن عرب کا دستور تھا کہ وہ محرم الحرام سے سال کا آغاز مانتے تھے اسلئے جب صحابہ کرام نے سن ہجری کی ابتداء کا ہجرت سے ہونے پر اتفاق و اجماع کر لیا تو عرب کے دستور کے مطابق ماہ محرم الحرام ہی سے سال کے آغاز کا نفاذ کیا گیا۔

چنانچہ علامہ ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے کہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمان باری والفجر ٥ ولیال عشر ٥ کی تفسیر میں والفجر سے محرم کا مہینہ یعنی سال کی فجر مراد لیتے ہیں۔اور عبیداللہ ابن عمیر سے منقول ہے کہ محرم اللہ کا مہینہ ہے' اور وہی سال کا شروع ہے۔جس ماہ میں لوگ بیت اللہ کو سونے کا کام کیا ہوا غلاف پہناتے تھے اور اسی ماہ سے لوگ تاریخ شمار کرتے تھے۔اسی طرح احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یعلی بن امیہ نے ملک یمن میں سن تحریر کرنے کی ابتداء کی ہے۔اور رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاول مدینہ تشریف لائے' لیکن لوگوں نے سن ہجری کی ابتداء کو محرم الحرام سے قرار دے دیا۔ (۵)

ہجرت کا اسلام میں موثر کردار: عہد عمری میں صحابہ کرام کا واقعہ ہجرت سے سن کے آغاز پر اتفاق کرنا یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ہجرت کا اسلام میں بڑا نمایاں اور موثر کردار رہا ہے۔ چنانچہ ہجرت کے بعد ہی غزوہ بدر' غزوہ احد' غزوہ بنی مصطلق' غزوہ خندق' صلح حدیبیہ' فتح خیبر' جنگ موتہ' فتح مکہ' غزوہ حنین' غزوہ تبوک وغیرہ غزوات و سرایا پیش آئے۔جس کی وجہ سے کفار و مشرکین و دیگر معاندین اسلام کا غرور ٹوٹا اور انہوں نے پسپائی قبول کی۔اسلام کو عزت اور غلبہ حاصل ہوا۔اسلام اور متبعین اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ دینی و دنیاوی کاموں میں ترقی کے موانع ختم ہوئے۔ ہجرت کے بعد ہی ملکوں کے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔نیز ہجرت کے بعد ہی کھلے طور پر عبادت کرنے کی آزادی ملی۔اور مساجد وغیرہ کا قیام عمل میں آیا' جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے رب سے رشتہ مضبوط کرنے کا مزید موقع فراہم ہوا اور سب سے اہم امر یہ کہ ایک اسلامی مملکت و اسلامی حکومت کا قیام وجود میں آیا۔جس ذریعہ تمام احکامات کی ترویج و اشاعت اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا میدان ہاتھ آیا۔

الحاصل ہجرت کے بعد ہی اسلام کو کامل و مکمل قوت و غلبہ اور بے نظیر ترقی و کامیابی حاصل ہوئی۔ (۶)

سن ہجری سے حساب آسان ہوتا ہے۔ موجودہ وقت میں جتنے بھی سن مروج ہیں ان میں کسی نہ کسی نوع سے دشواری ضرور ہے اور اس کا ادراک ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ مثلاً سن عیسوی شمسی میں مہینوں کے ایام کی تعداد میں تفاوت نہیں ہے۔کوئی مہینہ ۲۸ یوم کا کوئی ۲۹ یوم' کوئی ۳۰ یوم' تو کوئی ۳۱ یوم کا ہوتا ہے۔اب اس سن کے مہینوں کے ایام کے فرق کو حسابی قانون سے واقف اور قواعد ریاضیہ میں ماہر شخص ہی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کون سا مہینہ کس سال

میں کتنے دن کا ہوگا۔ اسی طرح سن فصلی (ہندی سال) جس میں چیت' بیساکھ' جیٹھ' اساڑھ وغیرہ مہینے ہوتے ہیں ۔ناخواندہ اور دیہات کے لوگ تو اس کے مہینوں کو یاد رکھتے ہیں۔مگر ہر تیسرے سال یا حسب موقع جب کبھی ایک ماہ کا لوند لگتا ہے تو اس وقت ان کو بھی اس کے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

اس کے بالمقابل سن ہجری اور اس کے مہینوں کا یاد رکھنا بہت آسان ہے' اس کو ہر آنکھ والا طلوع چاند کے وقت آسمان پر نگاہ ڈال کر معلوم کر سکتا ہے اور ہر عالم' جاہل' دیہاتی' شہری' خواہ وہ کہیں کا بسنے والا ہو' بآسانی جان سکتا ہے کہ مہینہ ۳۰ دن کا ہے' یا ۲۹ دن کا ہے اور اس کے ادراک کے لئے حساب کے قانون کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی۔ چاند دیکھ کر ایک مہینہ کا آغاز اور دوسرے کا اختتام ہوتا ہے۔ نیز مذکورہ سن میں سال بھر میں کسی حذف و اضافہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی ہے۔ (۷)

سن ہجری سے حساب کا شرعی حکم: قرآنی نصوص سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ شریعت مطہرہ میں سن ہجری کا حساب متعین ہے۔ اکثر عبادات اور احکام شریعہ خصوصاً ان عبادات میں جن کا تعلق کسی مخصوص مہینے اور اس کی تاریخوں سے ہے۔ جیسے رمضان المبارک کے روزے' حج بیت اللہ' عیدین' عدۃ طلاق وغیرہ کہ مذکورہ اعمال کے وجود کا دارومدار سن ہجری کے ذریعہ حساب پر ہوتا ہے' اس لئے اس کی حفاظت اور انضباط فرض کفایہ ہے۔ (۸) اور فرض کفایہ شرعاً مطلوب ہے' بنابریں سن ہجری کے ذریعہ حساب بھی شرعاً مطلوب ومقصود ہے۔

البتہ بضرورت سن عیسوی یا سن فصلی یا دیگر سنین کے ذریعہ حساب کی گنجائش ہے' لیکن تاریخ کے اندراج کے وقت تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے تاریخ و سن ہجری اور اسکے بعد عیسوی شمسی تاریخ و سن تحریر کرنا چاہیے۔ کیونکہ سن و تاریخ ہجری کیساتھ حساب اسلامی شعار اور شناخت ہے۔ جس سے بے اعتنائی اور غفلت غیرتِ اسلامی کیخلاف ہے۔ (۹)

حواشی

۱۔ ایک عالمی تاریخ' ص ۱۱

۲۔ البدایہ والنہایہ' ج ۳' ص: ۲۳۷' الفاروق' ج: ۲' ص ۶۵

۳۔ البدایہ والنہایہ' ج ۳' ص: ۲۳۶' الفاروق' ج: ۲' ص ۶۵

۴۔ البدایہ والنہایہ' ج ۳' ص: ۲۳۶' الفاروق' ج: ۲' ص ۶۵

۵۔ ایک عالمی تاریخ' ص: ۱۲

۶۔ البدایہ والنہایہ' ج: ۳' ص ۲۳۲

۷۔ اصح السیر

۸۔ معارف القرآن' ج: ۱' ص: ۴۶۸' بیان القرآن' ج: ۱' ص ۱۰۷۔۱۰۸

۹۔ بیان القرآن' ج ۱۔ ص' ۱۰۸